بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

برطانیہ کی سابق وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر نے عیسائیت اور اسلام کے بارے میں پیش آنے والے واقعات کے سلسلے میں اظہار خیال کرتے ہوئے اپنی ایک کتاب جو تقریباً تین چار ماہ پہلے ہی منظر عام پر آئی ہے لکھا ہے کہ اسلامی دنیا میں جس طرح کے واقعات رونما ہو رہے ہیں اور وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے اس بات کی زوردار تائید ہوتی ہے کہ اسلام اپنے جارحانہ انداز میں ایک بار پھر عیسائیت کو فنا کرنے کے ارادے سے پوری دنیا میں تیزی سے نمودار ہوگا اور اگر عیسائیت کو اپنی بقاء و سلامتی درکار ہے تو اسے ابھی سے اس خطرے کا مقابلہ کرنے کی تدابیر اختیار کرنی ہوں گی اور اسلام کی جارحیت کو اسے کس طرح روکنا ہے اس کے لیے پوری عیسائی دنیا کو ابھی سے مل بیٹھ کر کوئی جامع لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا اور اگر ہم نے اس طرف سے لااعتنائی اختیار کیے رکھی تو عیسائیت کو اپنے وجود کو ختم کرنے کے لیے تیار ہونا پڑے گا۔ لیکن مارگریٹ تھیچر کا تعلق سیاست سے بھی ہے اس لیے انھوں نے اپنے ان خیالات کا اظہار اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لیے بھی پبلسٹی کے ذرائع کو استعمال کرنا زیادہ مناسب سمجھا، ورنہ تو یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپی دنیا میں جو کچھ آج ہو رہا ہے وہ محض مارگریٹ تھیچر ہی کے خیالات کی عین ترجمانی ہے اور مارگریٹ تھیچر نے تو یہ بات ظاہر کردی اور کیوں کردی ان کی اس میں کیا مصلحت تھی یہ تو وہ خود ہی جانتی ہوں گی اور مارگریٹ تھیچر نے یہ بات کہہ کر عیسائیت پر کوئی احسان نہیں کیا ہے بلکہ اسلامی دنیا کے لیے ان کی یہ کتاب یقیناً ایک حیرت انگیز انکشاف کی حیثیت رکھتی ہے اور اسلامی دنیا کے اہل دانش اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اپنی حکمت عملی کیا اختیار کرتے ہیں اس سے واقفیت ہم سب کے لیے باعث دلچسپی ہوگی۔

مارگریٹ تھیچر کی یہ بات تو چار پانچ ماہ پہلے ہی عیسائی دنیا کو شاید جگانے کے مقصد سے سامنے آئی ہے یا خود مارگریٹ تھیچر ہی عیسائی دنیا کے پروگراموں پر پردہ ڈالنے کے عین مقصد میں ہی یہ بات ایک کتاب کے ذریعہ کہنے پر اس لیے کمربستہ ہوئی ہیں کہ اسلامی دنیا کو مزید غفلت کی نیند میں مبتلا رکھا جائے اور اس سے پہلے

جو بھی کچھ یورپی دنیا کی طرف سے کارروائیاں عمل میں لائی گئیں یا لائی جارہی ہیں اس کو اسلامی دنیا دوسرے ہی نظریئے سے دیکھے، مذہبی نقطۂ نظر سے ہرگز نہ دیکھے اور وہ مزید گمراہی میں پڑ کر اپنے کو تباہ و بربادی کے مقام پر پہنچانے سے نہ روک پائے۔

ہمارے خیال میں تو مارگریٹ تھیچر نے یہ کہہ کر کوئی اہم بات نہیں کہی ہے کہ مستقبل میں عیسائیت کو اسلامی جنون اور اسلامی اُگرواد کو ذہن میں رکھ کر کوئی لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا، شاید مارگریٹ تھیچر کو یہ بات معلوم نہیں یا وہ جان بوجھ کر اس کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ عیسائیت تو ایک عرصہ دراز سے اسلام کو اپنے لیے ایک خطرہ سمجھ کر مختلف طریقوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے حکمت عملی اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس میں کچھ تو دخل اسلامی دنیا کے اہل دانش کی ناسمجھی ہی کو جاتا ہے اور کچھ مفاد پرست وہ لوگ جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر وہ حرکتیں کر رہے ہیں جنھیں وہ اسلام مذہب کے مطابق گردانتے ہیں لیکن حقیقت میں اسلام سے اس کا کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے اور سب سے بڑی بات جو ہے وہ یورپی دنیا کا کام کرنے کا بہترین اور کارگر طریقۂ عمل ہے، جس منظم انداز سے وہ ایک عرصہ سے اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں اس کا کوئی بھی توجواب موجودہ اسلامی دنیا کے پاس بالکل نہیں ہے۔ صلیبی جنگوں سے عیسائیت نے زبردست سبق سیکھا ہے انہوں نے موجودہ حالات میں صلیبی جنگوں میں اپنی ناکامیوں کا زبردست بدلہ اسلامی دنیا سے لینے کی ٹھانی ہوئی ہے اور اس میں کسی حد تک ان کی کامیابی کو نظر انداز کرنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں ترکی سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ خود مسلمانوں کے ہی ایک طبقہ جس کی نمائندگی مصطفےٰ کمال پاشا کر رہے تھے، کے ذریعے ختم کرنا عیسائیت کی اسلامی دنیا پر سب سے بڑی چوٹ تھی اس وقت اسلامی دنیا کے کسی بھی فرد نے اسے معمولی انداز میں لیا، صرف ایک شخص تھا اور وہ بھی ہندوستان میں جس کا نام مسٹر محمد علی علیگ سے بنے مولانا محمد علی جوہرؔ ہے، اس محترم ہستی نے چاک خلافت کو دراصل اسلام مذہب پر کاری ضرب ہی سے تعبیر کیا تھا چنانچہ اس پر تمام دنیا میں مولانا محمد علی جوہر چیختے چلاتے رہے مگر کسی نے اس مجسم ایمان کی بات پر دھیان ہی نہیں دیا اور آخر میں وہ اپنوں اور غیروں کی لن ترانیاں سنتے سنتے موت کی آغوش میں جا پہنچا۔ اس کے بعد عربوں کے قلب میں فلسطین کے تمام احتجاجات کے باوجود فلسطینیوں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے اسرائیل نام کی سلطنت قائم کرکے اسلامی دنیا پر دو زبردست وار کیا جس کے زخم کو اسلامی دنیا شاید ہی ختم کر سکے۔ آج پچاس سال ہو چکے ہیں دنیا کے نقشے پر اسرائیل نام کی ریاست قائم ہوئے، اس دوران میں عرب ممالک جب بھی فارغ البال ہو کر اپنے لیے کچھ کرنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں تو ان پر اسرائیل کی طرف سے جنگ مسلط کر دی جاتی ہے اور وہ پھر جنگ سے ہونے والے نقصانات کی بھرپائی میں لگ جاتے ہیں۔ اس چکر میں ان کی توانائی ختم ہو رہی ہیں وہ اپنے بارے میں اپنی قوم کے بارے میں اپنے ملک کے بارے میں کچھ بھی فلاح و ترقی کی باتیں سوچ ہی نہیں پاتے ہیں۔ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اس کے تحت جو ریاستیں

آزاد و الگ ہوئیں ان میں اکثریت مسلمان تھیں۔ سوویت روس سے چھٹکارا پانے کے بعد انہوں نے اپنے غصب شدہ مذہب اسلام کو بازیاب کیا تو یورپی دنیا نے ان کو ایسا الجھادیا کہ وہ اپنے مذہب اسلام کو بھول کر اپنی بقاو سلامتی ہی کی طرف زیادہ متوجہ ہو گئیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر حملے ہوتے ہیں تو بجائے اس کی مذمت کے اسے اسلامی جنون پرستی کی دین کہہ کر اس پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، چیچنیا میں لڑائی تھوپ کر مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ ترکی میں دو فرقے بنا کر تمام دنیا میں یہ باور کرانے کی مہم شروع ہو جاتی ہے کہ ترکی میں اسلام کی آڑ میں دہشت پسندی نے زور کر رکھا ہے اس طرح الجیریا میں خواہ مخواہ کا قضیہ کھڑا کر کے اسلام کو ماڈرن انسان کے ذہن میں ایک جارحیت پسند مذہب کی صورت میں پیش کرنے کی زبردست سازش چل رہی ہے۔ تمام پبلسٹی کے ذرائع ان کے ہاتھ میں ہیں اور اس دور میں الیکٹرانک میڈیا پر بھی عیسائی دنیا کی اجارہ داری ہے۔ ایسی پوزیشن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یورپی طاقتوں نے ان تمام ملکوں میں جہاں اسلام کو ماننے والوں کی اکثریت و حکومت ہے، حسن و مال، دولت و سائنسی ایجادات، ہتھیاروں اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر اپنی خفیہ سازشوں و کارروائیوں کو جاری کیے رکھا ہے۔ عراق و ایران جنگ جو ۹ سال تک مسلسل چلتی رہی اور پھر عراق کے خلاف اقوام متحدہ کے حکم کے تحت اتحادی ملکوں کی طرف سے زبردست فوجی و اقتصادی بائیکاٹ جیسی کارروائیاں بھی دراصل عیسائیت کا پوری دنیا پر تسلط قائم کر کے تمام مذاہب کو تہس نہس کر دینے کے پوشیدہ پلان کا ہی ایک حصہ ہے۔ یہاں ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کے شیدائی یورپی دنیا کے اس شاطرانہ کھیل سے چشم پوشی اختیار کر کے دنیا کی وقتی چمک دمک اور عیش و آرام میں کھوئے ہوئے ہیں جو مستقبل میں خود ان کے لیے اور ان کی نسلوں کے لیے باعث ہلاکت ہی ثابت ہوگی۔ مارگریٹ تھیچر کی کتاب کو اسی نقطۂ نظر سے بار بار پڑھنے کے بعد کوئی آنکھیں بند کیے بیٹھے رہے تو اس کی تباہی و بربادی کو کون روک سکتا ہے۔

ہندوستان کی بارہویں پارلیمنٹ کے الیکشن ہو رہے ہیں۔ اس میں کانگریس کے پروپیگنڈہ کے لیے شریمتی سونیا گاندھی بالآخر میدان میں کود ہی پڑیں۔ اور جیسے ہی انہوں نے انتخابی جلسوں کو خطاب کرنا شروع کیا عوام کا جم غفیر ان کے خطاب کو سننے کے لیے ٹوٹ ہی پڑا۔ ان کا سب سے پہلا خطاب جس انتخابی جلسہ میں ہوا وہ وہی جگہ تھی جہاں چھ سال پہلے ان کے شوہر راجیو گاندھی بم حادثہ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اخباری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ شریمتی سونیا گاندھی کے خطاب کو سننے کے لیے اس قدر بھیڑ اکٹھی تھی کہ اس سے پہلے ایسی بھیڑ کسی کو بھی سننے کے لیے کبھی نہیں اکٹھی ہو سکی۔ اس کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں میں شریمتی سونیا گاندھی کی انتخابی تقریریں ہو رہی ہیں اور اس میں عوام کی اس قدر کثیر تعداد موجود ہوتی ہے کہ بڑے بڑے دانشور حیرت و استعجاب میں پڑ گئے ہیں۔ الیکشن کے ماہرین جو بارہویں پارلیمنٹ کے لیے الیکشن